شکیل حسین

Assistant Professor Urdu, Govt. Millat College, Multan

ہندوستان: کارل مارکس اور لینن کی نظر میں

ABSTRACT

"India's cultural orthodoxy and social history are the great lines of the unfortunate continent of Asia that can not only be colonized, the freedom to resist the colonial system can be achieved that the founders of this socialism Karl Marx, Friedrich Engels and Lenin It was natural to think about India. The writings of these Marxist leaders serve as a source of advice to anti-Raj activists seeking Indian political and social leaders in India."

Key Words: Hindustan, Colnical system, British imperialism, Socialism, Resistance.

ملخص

ہندوستان اپنی تہذیبی قدامت اور سماجی تاریخ کی بدولت براعظم ایشیا کے عظیم خطوں میں سے ایک ہے جو نہ صرف نوآبادکاری کا شکار ہوا بلکہ نوآبادیاتی نظام کے خلاف مزاحمت کر کے آزادی حاصل کی اس لیے سوشلزم کے بنیاد گزار کارل مارکس، فریڈرک اینگلز اور لینن کی ہندوستان پر غور و فکر قدرتی بات تھی۔ ان مارکسی رہنماؤں کی تحریریں ہندوستان میں برطانوی راج کا پردہ چاک کرتی ہیں اور ہندوستان کے سیاسی و سماجی راہنماؤں کے لیے برطانوی سامراج کے مخالف جدوجہد کے لیے مشعل راہ بنتی ہیں۔

کلیدی الفاظ: ہندوستان، نوآبادیاتی نظام، برطانوی سامراج، سوشلزم، مزاحمت

ہندوستان اپنی تہذیبی قدامت اور نوع بنوع سماجی تاریخ کی بدولت براعظم ایشیاء کے عظیم خطوں میں سے ایک ہے جو نہ صرف سب سے پہلے نوآبادی کار کا شکار ہوا بلکہ اس نوآبادیاتی نظام کے خلاف جدوجہد بھی کی۔ اس لیے سوشلزم کے بنیاد گزار کارل مارکس، فریڈرک اینگلز اور لینن کی ہندوستان پر غور و فکر قدرتی بات تھی۔

مارکس اور اینگلز نے ہندوستان کے بارے میں ۱۹ویں صدی کے وسط اور دوسرے نصف میں لکھا، مارکس کے دو مضامین (The British Rule in India) ''ہندوستان میں انگریزی حکمرانی'' اور (The Future Resulting of the British Rule in India) ''ہندوستان میں انگریزی حکمرانی کے آئندہ نتائج'' کے عنوان سے نیویارک ڈیلی ٹریبون میں (۱۰ جون اور ۲۲ جولائی ۱۸۵۲ء) میں شائع ہوئے ان مضامین میں مارکس نے ماقبل استعماری عہد کی ہندوستانی تہذیب کی بنیادی حرکات اور ہندوستان پر انگریز حکمرانی کے اثرات اور ہندوستان کی ترقی اور آزادی کے مستقبل کی راہ کے حوالے سے تشریح و تعبیر کی۔ اس کے علاوہ اسی اخبار کے توسط سے متعدد مضامین ہندوستان کے حوالے سے اہم مشاہدات اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے تناظر میں تحریر کیے ان میں ضمنی بیانات کے علاوہ اسی عشرے میں مارکس اور اینگلز نے ایک دوسرے کو خطوط لکھے جن میں ہندوستان پر برطانوی سامراج کے سامراجی ہتھکنڈوں کے طور طریقوں اور جنگ آزادی پر اظہار خیال کیا ہے۔

> ''ہیگل نے فلسفہ تاریخ میں ہندوستان کے باب میں لکھا ہے۔ ہندوؤں کی کوئی تاریخ نہیں ہے اور کوئی بھی ایسی نشوونما جو پھیل کر حقیقی سیاسی حالات بنائے (۱) ہندوستانی ثقافت کا مسلمہ نفوذ بھی ایک بے زبان اور بغیر کسی کارنامے کے ہونے والا پھیلا تھا چنانچہ اہل ہندوستان نے بیرون ملک فتوحات نہیں کی بلکہ خود ہی ہر موقع پر مفتوح ہوتے رہے''۔(۲)

یہی وہ تبصرہ ہے جو مارکس نے اپنے مشہور پیراگراف میں دہرایا ہے۔

''ہندوستانی سماج کی کوئی تاریخ نہیں یا کم سے کم کوئی معلوم تاریخ نہیں ہے ہم جس کو اس کی تاریخ کہتے ہیں وہ تو بلکہ ان پے در پے حملہ آوروں کی تاریخ ہے جنھوں نے

اس غیر مزاحم اور غیر مبدل سماج کی مجہول بنیادوں پر اپنی سلطنتیں تعمیر کیں"۔(۳)

ہیگل نے ہندوستانی ثقافت کی آئیڈیالوجی کو وحدت الوجود قرار دیا اور محدود وجود کو خدائی درجے تک پہنچانے اور خود خدا (Divine) کی تحقیر اور انسان کی شخصی آزادی سے محرومی پر مبنی ہے مارکس کے مطابق قتل کرنا ہندوستان میں مذہبی رسم ہے اس سے انسانیت کی تحقیر کا پہلو نمایاں ہوتا ہے انسان جو فطرت کا مالک ہے وہ خود (ہنومان) بندر، اور سبالا (گائے) کی تعظیم کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل جھک جاتا ہے[(۴) مارکس بھی ہیگل کی طرح ہندوستانی دیہی جمعیتوں کا ذکر توہین آمیز انداز میں کرتا ہے کہ وہ زمین کے ایک ناقابل رحم قطعے پر مرتکز ہیں اور خاموشی سے سلطنتوں کے زوال ناقابل بیان مظالم اور آبادی کے قتل عام کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں اور فطری واقعات کے وقوع پذیر ہونے کے علاوہ اور کسی بات کی اہمیت نہیں۔

ان بیانات سے مارکس اور ہیگل کا تقابل نہیں اور نہ محض مارکس ہیگل کو دوہرا رہا تھا بلکہ مارکس کو بھی ہندوستانی تہذیب وثقافت کا جائزہ لینے کے لیے اس عہد کے بورژوا مفکرین کے نظریات سے شروع کرنا پڑا جو ان کے ہاں قبولیت حاصل کر چکا تھا جسے بعد میں مارکس نے اپنی جدلیات کے نظریہ کے تحت ہیگل کے نظریہ ہندوستان جسے وہ مذہبی خاص کوائف جنہیں وہ ہندوستانی کلچر کے کوائف کے بنیاد کے طور پر دیکھتا تھا مارکس نے اینگلز کے نام ایک خط میں یہ سوال اٹھا کر اسے الٹ دیا:

"مشرق کی تاریخ مذاہب کی تاریخ کیونکر دکھائی دیتی ہے"۔(۵)

مارکس نے ہندوستانی سماج کا اچھی طرح مطالعہ کیا۔ جامد اور پرسکوت معاشرے کی وحشی خود پسندی بے چارگی اور بے اختیاری کی وجہ سے زمین داری اور رعیت داری نظام* اُسے نیم وحشی اور نیم متمدن سماج کہا۔اس لیے مارکس کے مطابق مشرقی ممالک کو اپنی پسماندگی کی وجہ سے مفتوح ہونا ہی تھا۔ ہندوستان برطانوی سامراج، نوآبادیاتی نظام خود تاریخی مادیت کے حوالے سے ناگزیر مرحلہ تھا اس لیے مارکس نوآبادیاتی نظام کی خرابیاں اور ایسٹ انڈیا کمپنی لوٹ کھسوٹ اور براہِ راست استحصال اور برطانوی خزانہ بھرنے کے علاوہ کچھ مقاصد نہیں رکھتی تھی تاہم مارکس کے مطابق برطانوی سامراج کے دو مقاصد تھے جن میں وہ ناکام ہوا۔

"انگلستان کو ہندوستان میں ایک ہی سلسلے کے دو مشن انجام دینے ہیں: ایک

تخریبی دوسرا حیات بخش۔قدیم ایشیائی سماج ختم کرنا اور ایشیا میں مغربی سماج
کے لیے مادی بنیادیں فراہم کرنا''۔(۶)

مگر یہ دونوں کام برطانوی سامراج نہ کرسکا تاہم پرانے ہندوستانی گاؤں کی معیشت کے تحلیل کے عمل نے ہندوستانی عوام پر روایات اور توہمات کی مضبوط گرفت ڈھیلی کر کے پیدائش نو کے عمل کی بنیاد رکھی جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا سبب بنی یہ بغاوت درحقیقت انگریزی حکمرانی کے خلاف مکمل ذہنی برگشتگی کا مظہر تھی مارکس کی ہمدردیاں بغاوت اور باغیوں کے ساتھ تھی اس لیے مارکس اسے ایک عسکری بغاوت کی بجائے ایک قومی انقلاب کے طور پر دیکھتا ہے۔ مارکس اور اینگلز کی درمیان ۱۸۵۷ء کے حوالے سے خط و کتابت میں آزادی کے لیے (Revolt) کا لفظ بار بار استعمال ہوتا ہے۔ اینگلز بغاوت کی ناکامی ہندوستانی سپاہیوں کی عسکری تربیت اور سائنسی عنصر سے محرومی کو قرار دیتے ہیں جبکہ دونوں بغاوت کے مسلسل عمل حتیٰ کہ گوریلا جنگ کی صورت ہی سہی کے خواہش مند تھے۔

مارکس ہندوستان کے پرانے کلچر پر اپنے تنقیدی خیالات کے باوجود یہ یقین رکھتا تھا کہ ہندوستانی عوام میں ایک جدید معاشرہ قائم کرنے کی اہلیت موجود ہے۔ کیونکہ ایک نئے طبقے کا ظہور ہو رہا تھا جس نے بڑے تامل اور کفالت سے کلکتہ میں تعلیم حاصل کی تھی جس میں حکومت کی ضروریات بھی ودیعت ہوئیں اور یورپی سائنس بھی پائی جاتی تھی۔

''برقی ٹیلی گراف کے ذریعے ملک کی سیاسی وحدت کا قیام ایک جدید مقامی فوج
کے ذریعے موثر دفاع کا تعین ہونا، آزاد پریس سے جنم لینے والا ایک نیا شعور نجی
زمینی ملکیت کا آغاز محدود پیانے پر مغربی تعلیم کی فراہمی، ریلوے اور اسٹیم
ٹرانسپورٹ جس کے ذریعے ملک کو مغربی دنیا سے قریب تر لایا گیا''۔(۷)

کوئی اس بات کا دعویٰ نہیں کرسکتا ۱۸۸۵ء میں ہونے والی معتدل قسم کی شروعات سے مارکس مطمئن ہوا ہوگا لیکن بعد میں جو حالات ۱۹۴۷ء تک پیش آتے گئے اس میں اسے مطمئن کرنے کے لیے بہت کچھ تھا کیونکہ یہ سب کچھ اس کے انداز نظر (Perspective) کے مطابق تھا جس کا خاکہ اس نے ۱۸۵۳ء میں پیش کیا۔

ہندوستان کے حوالے سے لینن کی توجہ انیسویں اور بیسویں صدی کے اتصال کے زمانے

میں ہوئی۔ایک ایسے وقت میں جب ہندوستان میں قومی آزادی کی جدوجہد ہو رہی تھی۔لینن نے برطانوی سامراج کے خلاف ہندوستانی جدوجہد کو ایک ایسے اہم مظہر کی حیثیت سے دیکھا جس سے ''ایشیاء کی بیداری'' کی ابتدا ہوئی لینن نے اسے عالمی انقلاب کی ترقی اور روس میں ابھرتے ہوئے انقلاب سے مربوط کیا۔ ہندوستان کا ذکر پہلی بار لینن نے اپنی اہم تصنیف ''روس میں سرمایہ داری کا ارتقاء'' جو ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی اس تصنیف میں لینن نے ''نرودنیکوں'' ** سے مباحثہ میں کیا ہے۔

> ''سرمایہ دارانہ نظام نے اپنا راستہ پسماندہ ملکوں میں بنا لیا ہے خواہ وہ روس جیسے خودمختار ملک ہوں یا ہندوستان جیسے نوآبادیاتی ملکوں میں اور اس نے سر قبیلی تعلقات کو ختم کر کے بورژوا معاشرے کے طبقوں کو جنم دیا ہے اور اس میں استحصال کرنے والے بورژوا معاشرے کے خلاف جدوجہد کرنے والی خاص طاقت یعنی مزدور طبقہ بھی ظہور میں آیا ہے''۔(۸)

دوسری بار ۱۹۰۰ء میں ''اسکرا'' جیسے مشہور اخبار جو روس سے باہر شائع ہوتے تھے ذکر کیا پورژوا حکومتوں کی جنگی پالیسی نے غیر صحت مند خطوں میں نفع خوری کے لیے جنگیں چھیڑی ہیں اور تمام سپاہیوں کے خون کے علاوہ ان عام انسان کی محنت سے حاصل ہونے والے رقم کو ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کرنے کی بجائے اپنی سامراجیت کو وسعت دینے میں استعمال کیں۔

> ''دیسی آبادی کو اتنا زیادہ اور پریشان کیا گیا کہ وہ مجبور ہو کر بغاوت پر اتر آئیں یا بھوک کا شکار ہو گئیں۔ برطانیہ کے خلاف ہندوستان کے دیسی لوگوں کی بغاوت اور ہندوستان کے قحط یا اس زمانے میں بوئروں کے خلاف انگریزوں کو یاد کیجئے''۔(۹)

۱۹۱۳ء میں لینن نے اس بات پر بھی توجہ دلائی کہ برطانوی سرمایہ ہندوستان اور دوسری نوآبادیات کو انتہائی بے شرمی کے ساتھ وحشیانہ ڈھنگ سے محکوم بنا رہا ہے اور لوٹ رہا ہے لینن نے اس نظام کو ہندوستان میں ''ڈکٹیٹرانہ'' کہا ہے اور یہ تیس کروڑ آبادی برطانوی نوکرشاہی کی لوٹ کھسوٹ اور جبر و تشدد کا شکار ہے۔ مارکس اور اینگلز کی طرح لینن نے بھی ہندوستان کی نوآبادیاتی فوج کی طرف توجہ دلائی اور فوج کو برطانوی اقتدار کا ستون اور یہ بات زور دے کر کہی کہ:

''سامراج ہندوستان کو ایشیاء میں اپنے فوجی اڈے کی طرح استعمال کر رہا
ہے اور برطانوی ہندوستان فوج اور دوسری نو آبادیاتی فوجوں کو توپ کا سستا
چارہ بنا رہا ہے''۔(۱۰)

مارکس اور اینگلز کی تحریروں کے بعد لینن کی تحریریں بھی ہندوستان میں برطانوی راج کا پردہ چاک کرتی نظر آتی ہیں ان تحریروں میں لینن نے سامراجی نو آبادیاتی تسلط کو بے نقاب کرتے ہوئے بتایا کہ قومی آزادی کی تحریک کا ابھار اس نو آبادیاتی راج کو ختم کرنے کی ابھرتی ہوئی جدو جہد کا نتیجہ تھا جو ملک کی ترقی اور خوشحالی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔

۱۹۱۳ء میں لینن نے لکھا ''عالمی سرمایہ دارانہ نظام کی روسی تحریک نے ایشیاء کو قطعی طور پر جگا دیا''۔(۱۱)، روس میں ہونے والی جدوجہد دنیا کے مختلف ملکوں کے ترقی پسند لوگوں کی توجہ کا مرکز بن چکی تھی انیسویں صدی کی آخری دہائی میں ''سوامی ویویکا نند'' نے جو پہلے ان ہندوستانیوں میں سے تھے جنہوں نے سوشلسٹ نظریات سے واقفیت حاصل کی تھی اور یہ پیش گوئی کی:

''غالباً روس ہی سے وہ انقلاب آنے والا ہے جو نئے دور کی ابتدا کریگا اس
وقت شودروں کا راج یعنی غریب محنت کشوں کا راج ہوگا''۔(۲۱)

روس کے عظیم ادیب لیو ٹالسٹائی کی تصانیف ہندوستان میں بھی پہنچ چکی تھی گاندھی نے لیو ٹالسٹائی کو اپنا گروہ کہا ۱۹۰۵ء میں گاندھی نے پیشن گوئی کرتے ہوئے کہا:

''اگر روسی قوم کی فتح ہوتی ہے تو روسی انقلاب بہت بڑی فتح اور موجودہ صدی
کا عظیم ترین واقعہ ہوگا''۔(۳۱)

مہاتما گاندھی ہندوستانی قومی تحریک آزادی کے نمایاں لیڈر تھے۔

۱۹۰۵ء کی کل روس میں سیاسی ہرتال نے روشن خیال ہندوستانیوں اور گاندھی جی کو بہت متاثر کیا بنگال میں سودیشی کی تحریک ۰۷-۱۹۶۰ء کی بمبئی میں مزدور اور ریلوے ملازمین کی ہرتالوں میں مماثلت دیکھی جاسکتی ہے۔۱۹۰۴ء میں دادا بھائی نوروجی نے ایمرڈم کی بین الاقوامی سوشلسٹ کانگریس میں تقریر کی کانگریس نے ان کی پیش کردہ قرارداد منظور کی جس میں ہندوستان میں برطانوی پالیسی کی مذمت کی گئی اور ہندوستان کی سیلف رول (سوراج) دینے کی اپیل کی گئی ۱۹۰۶ء میں دادا

بھائی نوروجی نے کلکتہ کے انڈین نیشنل کانگریس کے پلیٹ فارم سے سوراج کا مطالبہ کیا۔۱۹۰۷ء میں شریمتی بھیکا جی رستم کاما اورس۔ رانا نے اشٹونگارٹ کی کانگریس میں حصہ لیا جہاں لینن کی قیادت میں روسی سوشلسٹ ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے وفد نے اہم کردار ادا کیا اور لینن نے کانگریس میں ایشیا کے نمائندوں کی شرکت پر اظہار اطمینان کیا جن میں دو ہندوستانی بھی تھے اور ہندوستان میں تحریک آزادی کے حوالے سے مجاہدان آزادی کی مدد کی اپیل کی قرارداد میں حمایت کی۔

اکتوبر انقلاب کی فتح نے بنیادی طور پر ساری دنیا میں قوتوں کے توازن کو محنت کشوں اور مظلوموں کے حق میں بدل دیا۔ دنیا میں محنت کشوں کی پہلی ریاست سامراج کی قطعی مخالف اور ساری قوموں کے مکمل اور مساوی حقوق کے لیے متواتر جدوجہد کرنے والی تھی۔ ترقی پسند ہندوستانیوں نے سوویت روس کو سب سے پہلے اپنی قومی آزادی کی جدوجہد میں اتحادی کی حیثیت سے دیکھا:

''۱۹۱۸ء میں رابندر ناتھ ٹیگور نے انقلابی روس کو نئے دور کی سحر کی خبر دینے والا ستارہ صبح کہا، ۱۹۱۹ء میں بپن چندر پال نے کہا ''بالشویزم کا مطلب ہے امیروں اور نام نہاد اونچے طبقوں کے استحصال سے آزاد عوام کا آزادی و مسرت کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق'' ۱۹۲۰ء میں لالہ لاجپت رائے نے کہا سوشلسٹ اور بالشویک سچائی سرمایہ دارانہ اور سامراجی سچائی سے کہیں زیادہ اچھی، معتبر اور انسانیت رکھنے والی ہے''۔(۴۱)

۱۹۱۹ء میں مہاتما گاندھی نے برطانوی سامراج کے خلاف کل ہند پیمانے پر منظّم عوامی اقدامات شروع کیے۔ یہ عدم تعاون اور سول نافرمانی کی تحریکیں تھیں عوامی سطح پر انہوں نے سامراجی تسلط بورژوا تمدن جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کے ہاتھوں محنت کشوں کی لوٹ کھسوٹ پر نقطہ چینی کی۔ عوامی شراکت کی توسیع پہلی عالم جنگ کے خاتمے اور اکتوبر انقلاب کی فتح کے بعد ہندوستان میں تحریک آزادی تیزی سے بڑھنے لگی۔ آزادی کی اس لہر کو کچلنے کے لیے برطانوی سامراج نے ۱۹۱۹ء میں امرتسر کے جلیانوالہ باغ میں پُرامن عوام کا قتل عام کیا۔ لینن نے ان تمام واقعات کی طرف بطور خاص توجہ دی۔ ۱۹۲۱ء میں لینن نے لکھا:

''برطانوی ہندوستان اُن ملکوں میں پیش پیش ہے اور اس میں انقلاب اتنی ہی

تیزی سے نشو ونما پا رہا ہے جتنا کہ وہاں ایک طرف سے صنعتی اور ریلوے کا پرولتاریہ زیادہ اہم بنتا جا رہا ہے اور دوسری طرف انگریزوں کی دہشت انگریزی جتنی زیادہ وحشیانہ ہوتی جاتی ہے۔ جو اکثر قتل عام (امرتسر) اور کھلے عام بید بازی تک پہنچتی ہے''۔(۵۱)

مارکس اینگلز اور لینن کے علاوہ ہندوستان کے حوالے سے انیسویں صدی کے ممتاز انقلابی جمہوریت پسند چیر نشیفسکی، دوبرولیوف، مشہور ادیب لیوٹالسٹائی اور میکسم گورکی نے بھی ہندوستانی جدوجہد کو تحسین کی نظر سے دیکھا۔۱۸۸۵ء میں انڈین نیشنل کانگریس کے پہلے اجلاس میں جو بمبئی میں ہوا بدھا ازم کے مشہور روسی ماہر اور محقق ہند مینائیف نے شرکت کی اور لکھا ''کہ ہندوستان میں ہر طرف کھچڑی پک رہی ہے اور ہندوستانی لیڈر سمجھداری کے ساتھ برطانوی حکمرانوں پر سخت نقطہ چینی کر رہے ہیں اور خودمختاری کے لیے بے قرار ہیں ۱۹۰۸ء میں روسی ادیب لیوٹالسٹائی نے ہندوستان کی حمایت میں اپنی آواز بلند کی۔ اپنے مشہور ''ہندوستانی کے نام خط''***بورژوا تہذیب ہندوستان اور مشرق کی دوسری قوموں کے استحصال اور سامراجی ہتھکنڈوں کا پردہ چاک کیا اور ہندوستانیوں کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے انہیں برطانوی سامراج کے آگے ''سر نہ جھکانے'' کی تلقین کی۔۱۹۱۲ء میں ''عظیم ہندوستان کی آزادی، ہندوستانی عوام کی آزادی'' کی جدوجہد کا میکسم گورکی نے بھی خیر مقدم کیا انہوں نے اپیل کی کہ روسی اور ہندوستانی عوام ایک دوسرے کے ساتھ واقفیت بڑھائیں۔

''وہ سب جو انصاف کے پیاسے ہیں جو عقل اور ہوش کے راستے پر چلنا چاہتے ہیں اپنے اتحاد کے بارے میں اپنے مقاصد اور اپنی اسپرٹ کے مشترکہ ہونے کے بارے میں سمجھیں اور مشترکہ طاقت سے دنیا کی برائیوں کے خلاف مختتم طور پر لڑیں''۔(٦١)

برصغیر پاک و ہند کی جدوجہد آزادی میں مارکس اینگلز لینن اور روسی ادیبوں کی تخلیقات نے نمایاں کردار ادا کیا جو آگے چل کر ہندوستان کے نا صرف سیاسی و سماجی راہنماؤں کے لیے برطانوی سامراج کے مخالف جدوجہد کے لیے مشعل راہ بنا بلکہ ہندوستان کے ادباء میں ایک نئی تحریک کی بنیاد رکھی جیسے ''ترقی پسند تحریک'' کہا گیا جس نے ہندوستانی زبان وادب میں انقلاب پیدا کیا۔

حواشی/حوالہ جات

1. G. W. Friedrich Hegel, "The Philosophy of History", translated by J. Sibree, (New York:1956),p. 163

2. Ibid., p. 142

3. Tribune; article date-lined 22 July 1853; On Colonialism, p. 76, For a crticisim of the historicity of the judgement, see D.D.gKosambi, An Introduction to the Study of Indian History, (Bombay, 1956), p.11

4. Tribune, article date-lined 10 June 1853; On Colonialism, pp. 36-37

5. Tribune, article date-lined 10 June 1853; On Colonialism, pp. 36-37

*۱۸ویں صدی کے آخر اور ۱۹ویں صدی کے اوائل میں برطانوی حکام نے ہندوستان میں نافذ کیے۔ زمیندار جنہیں عظیم مغلوں کے عہد میں زمین کی وراثت کا حق حاصل تھا جب تک وہ مظلوم کسانوں سے جمع کیے ہوئے لگان کا ایک حصہ حکومت کو ادا کرتے رہتے تھے انہیں برطانوی حکومت نے ''استمراری زمینداری'' کے ۱۷۹۳ء کے قانون کے تحت زمین کا مالک بنا دیا اور اس طرح زمیندار انگریز نوآبادکار حکام کے طبقہ بن گئے۔ جوں جوں برطانیہ کی حکمرانی ہندوستان میں وسیع ہوئی زمینداری نظام کی توسیع ذرا ترمیم شدہ شکل میں کی گئی۔ نہ صرف بنگال، بہار اور اڑیسہ میں بلکہ دوسرے علاقوں میں بھی جیسے صوبہ متحدہ، صوبہ وسط اور مدارس صوبے کا ایک حصہ۔ جن علاقوں میں یہ نظام نافذ کیا گیا رعیت جو پہلے کسان برادری کے مساوی اراکین تھے اب زمینداروں کے مزارع بن گئے۔ رعیت داری نظام کے تحت جو ۱۹ویں صدی کے شروع میں جاری کیا گیا تھا مدارس اور بمبئی پریزیڈنسیوں میں رعیت کو سرکاری زمین کا قابض کہا گیا جسے اپنے قطعے کا محصول ادا کرنا لازمی تھا جسے ہندوستان کا برطانوی انتظامیہ من مانے طور پر مقرر کرتا تھا۔ ساتھ ہی رعیت کو اس زمین کے مالک کسان کہا جاتا تھا جسے وہ لگان پر لیتے تھے۔ قانونی لحاظ سے اس متضاد زمینی محصول کے نظام کا نتیجہ یہ نکلا کہ زمینی محصول اتنا زیادہ مقرر کیا گیا کہ کسان اسے ادا کرنے کے قابل نہ رہے۔ وہ ہمیشہ بقایوں میں پھنسے رہنے لگے اور ان کی زمین بتدریج منافع خوروں اور سود خوروں کے ہتھے چڑھ گئی۔

مزید تفصیل کے لیے:

''ہندوستان کا تاریخی خاکہ'' کارل مارکس فریڈرک اینگلز، مرتب: احمد سلیم، لاہور: تخلیقات پبلشرز، ۲۱۰۲ء

6. Tribune, article date-lined 10 June 1853; On Colonalism, pp. 77

7. Ibid., p. 78

**نرودنیک زمینداروں کی زمین کسانوں کو دینے کے حق میں تھے ساتھ ہی وہ روس میں سرمایہ دارانہ تعلقات کے ارتقاء کے لازمی قانون کو نہیں مانتے تھے اور اسی کے مطابق وہ پرولتاریہ کی بجائے کسانوں کو خاص انقلابی طاقت مانتے تھے اور دیہی برادری میں سوشلزم کی ابتدائی نشانیاں دیکھتے تھے۔

مزید تفصیل کے لیے:

''ہندوستان کا تاریخی خاکہ'' کارل مارکس فریڈرک اینگلز، مرتب: احمد سلیم، لاہور: تخلیقات پبلشرز، ۲۰۱۲ء

۸۔ لینن، ایرک کوماروف، ہندوستان لینن کی نظر میں، مترجم: حبیب الرحمٰن، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص ۲۵

۹۔ لینن، ایضاً، ص ۶۲

۰۱۔ لینن، سامراج اور سامراجی، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء، ص ۹

۱۱۔ لینن، ایرک کوماروف، ہندوستان لینن کی نظر میں، ایضاً، ص ۵۹

۲۱۔ ایضاً، ص ۶۳

۳۱۔ ایضاً، ص ۷۸

۴۱۔ ایضاً، ص ۳۸

۵۱۔ ایضاً، ص ۸۹

***

۱۹۰۷ء میں ہندوستان کی آزادی کے ایک مجاہد تارک ناتھ داس نے جو 'فری ہندوستان' نامی رسالہ شائع کرتے تھے، ٹالسٹائی کو لکھا۔ تارک ناتھ داس نے ٹالسٹائی سے درخواست کی تھی کہ وہ ''ہندوستان کی غریب حالی کے بارے میں اظہار رائے کریں' اور ہماری مدد کریں۔ اس کے جواب میں ۱۹۰۸ء میں ٹالسٹائی نے ''ہندوستانی کے نام خط'' لکھا جو کافی معروف ہے۔ اس میں ٹالسٹائی نے بورژوا تہذیب پر نکتہ چینی کی اور نو آبادیاتی جبر و تشدد کا اس تہذیب کی پیداوار کی حیثیت سے پردہ

چاک کیا۔ انہوں نے اپنی تعلیم کے جذبے کے تحت ہندوستانیوں سے کہا کہ ''تشدد آمیز سرکاری انتظام، عدالتوں اور محصولات اکٹھا کرنے میں اور خاص کر فوجی سپاہیوں کی حیثیت سے حصہ نہ لیجئے اور دنیا میں کوئی بھی آپ کو غلام نہ بنا سکے گا''۔ ٹالسٹائی کا یہ مشورہ برطانوی راج کے اس عام بائیکاٹ کی اپیل کے علاوہ اور کچھ نہ تھا جس کو گاندھی جی نے بعد میں ''عدم تعاون'' کا نام دیا۔ یہ جدوجہد کی اپیل تھی اور گاندھی جی اور ہندوستان کے دوسرے ترقی یافتہ قومی کارکنوں نے اس کو اسی طرح لیا بھی۔ انہوں نے اعتدال پسندوں کے ساتھ مباحثے میں براہ راست ٹالسٹائی کی سند پیش کی۔ ہندوستانی اخبار ''بہاری'' نے لکھا: ''کانٹ ٹالسٹائی کا کہنا ہے کہ مٹھی بھر انگریز کروڑوں ہندوستانیوں کو محکوم نہیں رکھ سکتے اگر ہندوستانی برطانوی فوج میں جانے اور برطانوی حکومت کو محصولات ادا کرنے سے انکار کردیں۔ اس طرح کا واضح اور براہ راست اعلان ہندوستان کے لیے ضروری ہے کیونکہ ہمارے لیڈر برطانوی حکومت کے ساتھ زبانی باتوں میں لگے رہے اور انگریزوں نے ان سے یہ خالی خولی وعدہ کرلیا کہ وہ ملک قوم کو واپس کردیں گے جب اُس کے لیے وقت آئے گا۔'' اس کے ساتھ ان ہندوستانی محبان وطن نے جو قومی انقلابی موقف رکھتے تھے، خصوصاً تارک ناتھ داس نے، ٹالسٹائی کا حوالہ دیتے ہوئے ''برائی کی تشدد سے مزاحمت نہ کرنے'' کی تبلیغ کی بنیادی طور پر مخالفت کی۔ جہاں تک گاندھی کا تعلق تھا تو ''ہندوستانی کے نام خط'' نے انہیں اس بات پر اکسایا کہ وہ ٹالسٹائی سے جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کے خلاف ہندوستانیوں کی تحریک کی حمایت کرنے کی یہ پیش نظر رکھ کر درخواست کریں کہ ''ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں کروڑوں لوگ ظلم و جبر کرنے والوں کے پیروں کے نیچے کچلے جا سکتے ہیں''۔

مزید تفصیل کے لیے:

ہندوستان لینن کی نظر میں، ایرک کو ماروف، مترجم: حبیب الرحمٰن، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۱ء

۶۱۔ لینن، ایرک کو ماروف، ہندوستان لینن کی نظر میں، مترجم: حبیب الرحمٰن، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۱ء، ص ۱۱۱

☆☆☆

ماخذ

1. G. W. Friedrich Hegel, "The Philosophy of History",translated by J. Sibree,New York: 1956

2. Tribune; article date-lined 22 July 1853; On Colonialism, p. 76, For a crticisim of the historicity of the judgement, see D.D.gKosambi, An Introduction to the Study of Indian History, Bombay, 1956

3۔ ایرک کو ماروف، ہندوستان لینن کی نظر میں، مترجم: حبیب الرحمٰن، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۱ء

4۔ ہندوستان کا تاریخی خاکہ، کارل مارکس فریڈرک اینگلز، مرتب: احمد سلیم، لاہور: تخلیقات پبلشرز، ۲۰۱۲

5۔ لینن، سامراج اور سامراجی، لاہور: فکشن ہاؤس، ۲۰۱۲ء

رسائل و جرائد

1. Tribune, article date-lined 10 June 1853; On Colonialism